صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 21 جون 2012ء بمطابق 30 رجب 1433ہجری بعد از دوپہر پانچ بجکر تیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ ٱلۡمَوۡتِۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوۡنَ أُجُورَكُمۡ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِۖ فَمَن زُحۡزِحَ عَنِ ٱلنَّارِ وَأُدۡخِلَ ٱلۡجَنَّةَ فَقَدۡ فَازَۗ وَمَا ٱلۡحَيَوٰةُ ٱلدُّنۡيَآ إِلَّا مَتَٰعُ ٱلۡغُرُورِO " لَتُبۡلَوُنَّ فِيٓ أَمۡوَٰلِكُمۡ وَأَنفُسِكُمۡ وَلَتَسۡمَعُنَّ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡكِتَٰبَ مِن قَبۡلِكُمۡ وَمِنَ ٱلَّذِينَ أَشۡرَكُوٓاْ أَذٗى كَثِيرٗاۚ وَإِن تَصۡبِرُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ ٱلۡأُمُورِ۔

(ترجمہ): ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش تمھاری قیامت ہی کے روز ملے گی تو جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا۔ اور دنیاوی زندگی تو کچھ بھی نہیں مگر صرف دھوکے کا سودا ہے۔ البتہ آگے اور آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں اور ان لوگوں سے جو کہ مشرک ہیں اور اگر صبر کرو گے اور پرہیز رکھو گے تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہے۔
وآخِرُ الدَعۡوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج ہمارے ایک انتہائی جواں سال اور ایک ایسے، میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ اس کا میں وہ بیان کر سکوں، شرافت کے پیکر تھے، پورا ماحول آپ کا، میں ہاؤس کو دیکھ رہا ہوں کہ کافی سوگوار ہے، وہ ایسی جوانی، ایسی کم عمری میں ہمیں چھوڑ کر چلا گیا۔ قاری صاحب نے جو تلاوت فرمائی، ہم سب نے ایک دن جانا ہے اور یہ افسوس اس لئے ہے کہ وہ بہت جوانی کے وقت میں گیا کہ زندگی ابھی پوری جوبن پر آئی ہوئی تھی، تو میں پہلے آپ سے گزارش کرونگا کہ مفتی کفایت اللہ صاحب ان کیلئے، سب ہاؤس، تمام بھائی دعائے مغفرت کریں۔

دعائے مغفرت

(اس مرحلہ پر سابق رکن اسمبلی، جناب زیاد اکرم درانی (مرحوم) کیلئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: اللہ بخشے جی۔

مفتی کفایت اللہ: زه يو خو خبرې كول غواړم۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: تھوڑا سا، ایک منٹ مفتی صاحب! آپ بات کریں گے لیکن یہ دو بھائیوں نے، شاید زیادہ جنازے میں گئے ہیں تو ان کے نام لینے کی ضرورت ہے، چھٹی کیلئے سیکرٹری کے پاس Application تو آئی ہیں، ہاؤس کو Put کریں گے تاکہ ہاؤس Complete ہو جائے نا۔ ان معزز اراکین نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں جن میں: مہر سلطانہ بی بی 21-06-2012، جناب وجیہہ الزمان صاحب 21-06-2012 تا 22-06-2012، جناب حبیب الرحمان تنولی صاحب 21-06-2012 تا 22-06-2012، مفتی سید جانان صاحب 21-06-2012، راجہ فیصل زمان صاحب 21-06-2012، عبدالستار خان صاحب 21-06-2012، حاجی قلندر خان لودھی صاحب 21-06-2012، شاہ حسین صاحب 21-06-2012، پرویز احمد خان 21-06-2012، ثاقب اللہ خان 21-06-2012، عظمیٰ خان بی بی 21-06-2012، زرقا بی بی 21-06-2012، سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب 21-06-2012، جاوید عباسی صاحب 21-06-2012، ملک بادشاہ صالح 21-06-2012۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave is granted.

سابق رکن اسمبلی جناب زیاد اکرم درانی (مرحوم) کو خراج عقیدت

جناب سپیکر: مفتی کفایت اللہ صاحب! آپ بسم اللہ کریں۔ پارٹی کے جو Elders ہیں، وہ دو دو منٹ ان کیلئے جو کچھ آپکے اظہار عقیدت کے پھول ہیں، وہ بولیں۔ جی مفتی کفایت اللہ صاحب۔

مفتی کفایت اللہ: شکریہ، جناب سپیکر۔ ہمارے قاری صاحب نے جو چند آیتیں تلاوت کی ہیں، وہ موقع کی مناسبت سے تلاوت کی ہیں۔ ہماری اسمبلی کی یہ ایک اچھی روایت ہے کہ یہاں ہمارا کوئی ممبر اس جہان سے چلا جاتا ہے تو ہم اس کیلئے ایک تعزیتی اجلاس کرتے ہیں اور اس دن کوئی اور بزنس نہیں ہوتی۔ جہاں ہم دیگر اسمبلیوں کو دیکھتے ہیں اور پھر اپنی اسمبلی کو دیکھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، شدید سیاسی اختلاف رائے کے باوجود ہماری چند روایات ایسی ہیں کہ جس پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر، آج زیاد اکرم درانی ہمارے اندر موجود نہیں ہیں اور ہماری یہ اسمبلی، میں اس کو ضرور کہونگا کہ جو ساتھی شروع میں تھے، 2008 کے انتخابات میں تو بہت سارے ساتھیوں کو ہم نے گنوادیا ہے، وہ ہمارے اندر موجود نہیں ہیں۔ اگر میری معلومات مناسب ہیں تو افتخار شاگئی صاحب، عالمزیب خان، اختر نواز خان، حاجی گلستان اور اس طرح بہت سارے ساتھی، وہ ہمارے ڈاکٹر شمشیر صاحب، وہ ایسے حضرات ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ تھے اور وہ اب چلے گئے ہیں، ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔ جب بچے سکول پڑھتے ہیں اور وہ اپنے اپنے گاؤں میں پرائمری یا مڈل پڑھتے ہیں تو مختلف گاؤں سے وہ نویں اور دسویں جماعت میں جمع ہو جاتے ہیں اور پھر وہ اپنے اپنے ہائی سکولوں سے جاتے ہیں تو وہ کالج میں چلے جاتے ہیں تو مختلف لوگ وہاں آپس میں گھل مل جاتے ہیں، وہ اپنے آپ کو کلاس فیلو کہتے ہیں اور جو کلاس فیلو کی آپس میں محبت ہوتی ہے وہ اتنی زیادہ شدید ہوتی ہے کہ اس کی مثال نہیں ہوتی، کوئی اور رشتہ نہیں ہوتا اور کافی عرصے کے بعد ملاقات ہو جاتی ہے اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ہمارا کلاس فیلو ہے تو ایک خوشگوار احساس پیدا ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح ہم اپنے اپنے ماحول کے اندر الیکشن لڑتے ہیں، کوئی آدمی جیت جاتا ہے، کوئی ہار جاتا ہے، کسی آدمی کو پارٹی Nominate کر لیتی ہے اور کوئی آزاد آجاتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک طاقتور آدمی ہوتا ہے وہ ہار جاتا ہے، کبھی ایک کمزور سا آدمی جیت جاتا ہے، مختلف ماحول سے ہم جب سر اٹھا کر نکلتے ہیں تو یہاں آکر ہم ایک جماعت بن جاتے ہیں اور ہم کلاس فیلو بن جاتے ہیں۔ اب یہاں جماعتیں تو ہماری الگ ہوتی ہیں لیکن ہمارے درمیان ایک ایسی محبت ہوتی ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو میرا ساتھی ہے، وہ 124 ممبران ہیں، میں انکی کوئی اچھی خبر سنوں، میں انکی عزت کی بات سنوں اور کوئی ایسی بات میں نہ

سنوں جو انکی عزت کی نہ ہو یا ان کیلئے اقبال بلندی نہ ہو، یہ ہمارے درمیان ایک دوسرے سے محبت ہے، ہماری عمریں بھی مختلف ہیں، ہماری سیاسی جماعتیں بھی مختلف ہیں، ہمارے رہنے کے بود و باش کے طریقے بھی مختلف ہیں، ہماری زبانیں بھی الگ الگ ہیں، ان تمام باتوں کے باوجود جب ہم اسمبلی میں آتے ہیں تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ یہ Cream ہیں، 124 ممبرز ہیں اور وہ دو کروڑ یا ڈھائی کروڑ لوگوں کو Represent کرتے ہیں، تو انکے درمیان ایک فطری محبت ہو جاتی ہے اور جب ان میں سے کوئی ایک ساتھی ہم سے کھو جاتا ہے تو ایسا اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہم سے کوئی متاع گم ہو گئی ہے۔ پھر ہم الفاظ میں وہ بیان کرتے ہیں لیکن وہ الفاظ کا جامہ اور اس کا لباس بہت کم رہ جاتا ہے اور وہ جو احساس ہوتا ہے، وہ محرومی کا احساس، وہ فوتگی کا احساس وہ بہت بڑا ہوتا ہے اور یہ وہ موقع ہے جس موقع پر کہا جاتا ہے کہ الفاظ کے جامے یہاں کم پڑ گئے ہیں اور وہ ان احساسات کا پورا ترجمہ نہیں کر سکے۔ جناب سپیکر، یہ فطری محبت ہوتی ہے جو آپ کو اپنے کلاس فیلوز سے ہوتی ہے۔ میں اس موقع پر جب زیاد اکرم خان ہمارے درمیان موجود نہیں، میں تمام کلاس فیلوز کیلئے دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان تمام کو امن سے رکھے، اللہ ان کو خیریت سے رکھے، اللہ تعالیٰ ان کیلئے عافیت کے فیصلے عطا فرمائے۔۔۔۔

جناب سپیکر: آمین۔

مفتی کفایت اللہ: اور جتنی آنے والی مصیبتیں ہیں، جناب سپیکر، میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں، زیاد اکرم درانی کو میں بہت قریب سے جانتا ہوں اور بہت کم وقت میں وہ دو دفعہ اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ہیں، پہلی دفعہ جب ایم ایم اے گورنمنٹ میں جناب سید نصیب علی شاہ صاحب ہمارے ایم این اے فوت ہو گئے تو ضمنی الیکشن کے اندر یہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور وہاں میں انکی Campaign میں گیا تو لوگوں نے اتنی محبت کا اظہار کیا کہ گویا One sided الیکشن تھا اور اس میں دوسری رائے نہیں تھی اور ابھی جب 2008 کے الیکشن کے اندر وہ منتخب ہوئے لیکن آپ نے دیکھا کہ ہمارے اندر بہت شوخیاں ہوتی ہیں اور اس میں شوخی نہیں تھی، ہمارے اندر تیزیاں ہوتی ہیں اور اس میں تیزی نہیں تھی اور اس نے جس وقار کے ساتھ اس ایوان کے اندر وہ آیا اور پھر اس نے ٹائم گزارا ہے، اس کی تعریف کرنی چاہیئے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ کم آئے ہیں اور کم آنے کی وجہ یہی ہے کہ انکے والد صاحب یہاں ہمارے قائد حزب اختلاف ہیں تو وہ حاضری کرتے رہے لیکن یہ کہ جب بھی وہ آئے ہیں، انہوں نے آپ سے بات کی ہے تو بہت نرم انداز سے آپ سے کہا کہ مجھے اجازت دے دو اور آپ نے بہت شفقت کے ساتھ اپنے بیٹوں کی

طرح اس کو ٹائم دیا ہے اور اس نے بات کی ہے۔ ہمیں زیاد اکرم درانی کا جو نقصان ہے، اس کو میں دو زاویوں سے دیکھتا ہوں، ایک تو وہ خود ایم پی اے تھے، دوسرا اس کے والد صاحب کی ایک سیاسی جدو جہد ہے، اکرم خان درانی صاحب وہ کافی عرصے سے جیتے آ رہے ہیں، اس اسمبلی کے رکن رہے ہیں اور ایک دفعہ اس کے قائد ایوان رہے ہیں اور پانچ سال تک انہوں نے حکومت کی ہے اور آج وہ حزب اختلاف کے لیڈر کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں، تو یہ ان کا بھی نقصان ہے، جہاں ہم یہ تعزیت کر رہے ہیں کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا، وہاں ہم ان سے بھی تعزیت کرتے ہیں کہ ان کا بھی نقصان ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ جناب سپیکر، موت ایک حقیقت ہے اور جس طرح قاری صاحب نے تلاوت کی ہے "**کل نفس ذائقة الموت**" کہ ہر ایک نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، "**وانما توفون اجورکم یوم القیمة**" اور آپ کے اعمال کے بارے میں آپ کو بدلا دیا جائے گا قیامت کے دن، "**فمن زحزح عن النار**" اور کسوٹی یہ ہے کہ جس کو آگ سے بچایا گیا، "**وادخل الجنة**" اور جنت میں داخل کیا گیا، "**فقد فاز**" وہی کامیابی ہے، "**وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور**" اور دنیا تو ایک دھوکہ ہی ہے۔ جناب سپیکر، جب کوئی بھی آدمی ہمارے درمیان نہیں ہوتا تو یہ ایک سبق ہے، اب وہ کیا سبق ہے؟ ظاہر ہے کہ انسانیت میں سے بڑا نام جناب نبی کریم ﷺ کا ہے اور وہ زندہ نہیں رہے، الا انما کانت وفات محمد دلیل علی ان لیس للہ غالب، جناب نبی کریم ﷺ کی وفات اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ پر تم زور آور نہیں ہو اور جو آیا ہے، اس کو جانا ضرور ہے، ایک دن لمبی عمر پائے گا لیکن وہ جائیگا ضرور، وہ رہے گا نہیں، یہ اس دنیا کی عادت ہے اور یہ اس کی جبلت ہے۔ جب جناب نبی کریم ﷺ نہیں رہے تو میں بھی نہیں رہونگا، آپ نہیں رہینگے، یہ میرے کولیگز نہیں رہینگے۔ جب ایک آدمی ہماری صف میں تھا اور اب نہیں ہے تو یہ ہمارے لئے یہی عبرت ہے کہ موت ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے اور ہمیں اس کی تیاری کرنی چاہیئے اور ہمیں آگے کی طرف دیکھنا چاہیئے، وہ جہان جو ختم نہ ہونے والا ہے، ہمارے عقیدے کے مطابق ہمیں اس کیلئے تیاری کرنی چاہیئے۔ میں اس موقع پر بہت زیادہ سوگوار ماحول کے اندر بات کر رہا ہوں، مجھ پر بہت زیادہ پریشر ہے، انکی فوتگی کا، غم کا، غم گسار ہیں۔ آج ہماری گیلریاں بھی خاموش ہیں، ہمارے پریس کے ساتھی بھی خاموش ہیں، یہ تمام زبان حال سے اس غم کے اندر شریک ہیں، ہمارے تمام کولیگز خاموش ہیں، میرے پاس یہ سب کچھ نہیں ہے، ایک ہی بات میں بتاتا ہوں شعر کی صورت میں اور جس کا آپ نے بھی اشارہ کیا ہے کہ:

؎ یہ پھول اپنی لطافت پہ داد پانہ سکا   کھلا ضرور مگر کھل کہ مسکرانہ سکا

اور یہ انکی زندگی اور عمر کے بارے میں کہہ رہاہوں اور جو ہمیں وہ غمزدہ چھوڑ کر گئے ہیں، وہ یہ ہے کہ:

؎ بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی   ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

جناب سپیکر، آپ کا اور ہمارے صوبائی اسمبلی کے تمام ساتھیوں کا بہت زیادہ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ میں سے بڑوں میں سے کوئی، میاں صاحب! تاسو دواړو کښېنې یو۔

جناب بشیر احمد بلور {سینیئر وزیر (بلدیات)}: دواړه به اووایو کنه خیر دے۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): دواړه به اووایو خیر دے، بشیر خان به مانه پس اووائی، تاسو به اووایئ کنه جی۔ ډیره مهربانی، جناب سپیکر صاحب۔ د ټولو نه اول خو ځنګه چې تاسو اووئیل او بیا مفتی صاحب اووئیل، رښتیا خبره ده چې په دې اسمبلئ کښې ئے هغه وخت تیر کړے دے او ډیرو ملګرو به یقیناً چې د هغه خبره هم نه وی اوریدلې او خلقو سره به ئے مینه کړې وی، پخیر راغلې به ئے وئیلې وی، عزت به ئے ورکړے وی خو چرته داسې لفظ به د هغه د خلې نه نه وی وتلی چې څوک به ترې خفه شوے وی او زه خپل ګمان کوم چې واحد زمونږه په اسمبلئ کښې هغه د پلار په موجودګئ کښې پلار ئے وزیر اعلیٰ پاتې شوے وو او دې ځائے کښې اوس د اپوزیشن لیډر دے خو چرته د هغه انداز مونږه داسې نه وو لیدلے چې یا ګنی هغه د وزیراعلیٰ ځوئے دے یا د اپوزیشن د لیډر ځوئے دے۔ خدائے ورله ډیر ښه خوئی ورکړے وو او زمونږه عقیده ده چې پیغمبران او اولیاء پاتی نه دی، یو ځل تلل دی خو بعضې بعضې خلق چې په خپل کم عمرئ کښې دا ټول هر څه پوره کوی نو داسې ښکاری لکه چې وخت او عمر ئے کم وی نو ځکه خدائے ورله دا موقع ورکوی چې په دې کم عمر کښې ئے ټول هر څه پوره کړل۔ د هغه په کم عمر کښې چې کوم دروند خوئ وو، دا د ځلوېښت، پنځوس، شپیته کالو خلق نشی کولے، خدائے ورله ډیر دروند خوئ ورکړے وو او د دې هر څه نه باوجود چې د هغه شرافت، د هغه انسانیت او د هغه ښه والے او په داسې وخت کښې مرګ، د ځوانئ مرګ زمونږه او ستاسو د عقیدې مطابق چې ارمانونه ئے پوره د شهیدانو د مرګ برابر وی او په دې ځوانئ کښې داسې څه خبره وه هم نه چې ګنی څوک اووائی چې په ځوانئ کښې څوک د چا صفت

کوی یقیناً چې خدائے به بخښلے هم وی او د مرګ هغه انداز چې هغه د زړه مریض او د دې په بنیاد هغه زمونږ نه جدا شو۔ جناب سپیکر، د دې موقعې په مناسبت مونږ ټولو له دا د عبرت یو مقام دے، داسې نه چې ګنی څوک به پاتې کیږی که زمونږه هم داسې یو یو ملګرے، مونږ په دې څلور پینځه کالو کښې شپږ اووه ملګری د خپلو سترګو وړاندې اولیدل چې لاړل۔ مونږه هم که د خپلو عملونو لږه تجزیه وکړو او لږ ځان ته غور او فکر وکړو نو د داسې موقعو نه خلق عبرت هم حاصلوی، مرګ په عمر نه دے، په نیټه دے او د نیا ته په نمبر راتلل دی خو تلل ترې بے نمبره دی او دا چې وائی:

ے د جنازے بازو مې نیسه

چرته به ما په راستئ خله درکړی وینه

مونږه درانی صاحب اوس ولیدو، تاسو هم راسره وئ۔ د هغه جرات ته هم سلام پیش کوؤ چې هغه د ځوې د ځوانئ مرګ باندې چې هغه په کومه حوصله باندې ولاړ وو او میلمنو ته ئے پخیر راغلې وئیلو، دا ډیر کم پلاران دی چې هغه د خپل ځوان ځوی زخم برداشت کوی او هغه دنیا ته نه ښائی چې ګنی په ما باندې غم دے او په کوم انداز چې هغه مونږ ته پخیر راغلې اووئیل او څومره میلمانه هغه Receive کړل، دا هم یو غټه حوصله غواړی او مونږ به هم دغه خبره کوؤ چې هغه د پلار په حیثیت کوم کردار ادا کړے دے او هغه د ځوی په حیثیت په دې اسمبلئ کښې کوم کردار ادا کړے دے، دا دواړه مثالی دی۔ زمونږه زیاد ورور چې هغه مونږ نه جدا شو، زه یو دوه خبرې داسې چې وائی:

ے جدائی راغله لارې دوه شوې

مرګ مې قبول دے جدائی نه قبلومه

وخت په دنیا کښې داسې راځی چې یو ورځ د دې ځائے نه تلل وی او مونږ او تاسو ټولو په دې ایمان راوړے دے۔ د زیاد د دې ځوانئ مرګ چې د هغه مور به په کوم حال کښې خفه وی، نیا ئے ژوندئ ده چې هغه به کوم حال کښې خفه وی او د هغه ټبر چې هغه تقریباً یو نیم دوه کاله شوی وو چې هغه واده کړے دے، د هغې به څه حال وی او څه به ئے پوزیشن وی او یو وړه لور چې هغه خرپوځی کوی، ډیر په مشکله ودریږی چې د هغې به څه حال وی؟ دا ټول صورتحال زمونږ د سترګو

وړاندې دے او په دې بنياد باندې زمونږه همدردی هم د هغوی سره ده او د خدائے نه هم دا طمع او توقع ده چې هغه به ئے بخښلے وی او د هغه د ځوی دا مرګ برکت به د هغه په کور باندې خدائے پاک چې کوم ایښود ے وی او زه د دې اسمبلئ چې څنګه مفتی صاحب اووئیل، دا يو ښه روايت زمونږه د دې خاورې يو روايت دے چې که په مونږه هر څه وی خو مونږ د يو بل په غم او خوشحالئ کښې شريک يو، دا زمونږه پيژندګلو ده او دا صوبائی اسمبلی د دې ټولې صوبې نمائندګی کوی نو چې کوم روايات زمونږ په معاشره کښې ژوندی دی او پراته دی نو دا اسمبلی د هغې عکاسی کوی او چې په کوم نيت او په کوم بنياد مونږ دلته د يو بل غم کښې شريک کيږو، دا يو مثالی موقع ده۔ جناب سپيکر صاحب، بد قسمتئ نه ستاسو په دې وخت کښې مونږ غمونه ډير وليدل څکه چې صرف د دهشت ګردئ د وجې مونږ خپل ملګری د ځان نه جدا وليدل او څه هغه د قدرت د طرف نه په مرګ مونږه د يو بل نه جدا وليدل۔ وائی:

ے په ژړا هغه خلق ژاړی چې د پنجرې نه ئے ساتلی طوطيان ځی نه

چې کوم مور او پلار دا ماشوم زياد لوئے کړے وو، نن هغه د اسمبلئ ممبر وو، نن هغه د عوامو نمائنده وو او هغه نن د پلار اډانه وه او هغه د خپل پلار نه پس د دې قابل وو چې هغه به خپل سياست هم کوی، کور به هم ساتی، خپله زمکه به هم ساتی او هغه مکمل ځوئے، هر يو ځوئے ډير خوږ وی، هر يو اولاد ډير خوږ وی خو هغه اولاد چې هغه بيخی ستا اډانه وی او هغه تا پسې ولاړ وی او ستا دا اميد وی چې مرګ خو په نيته دے خو که زه لاړم نو زما دا ځوئے به زما نه پس دا سختې ورځې تيروی او هغه به دا سنبهالوی۔ نن درانی صاحب وو په هغه حجره کښې او نن هغه زياد نه وو، زه بس په دې باندې دا خبره چې خدائے د په مونږ ټولو باندې فضل او رحم وکړی او خدائے د زمونږ عملونه درست کړی او زمونږه چې لږ کمے بيشے دے، هغه د هم خدائے زمونږه درست کړی۔ خدائے د زياد ته جنت الفردوس ورکړی او زه به اکرم درانی صاحب ته يو بل خراج تحسين په دې باندی پيش کوم چې هغه د خپل وزير اعلیٰ په حيثيت هم، د اپوزيشن ليډر په حيثيت هم خو د پلار په حيثيت چې زياد د هغه نه جدا کيدو نو هغه دوه ورځې دلته په هسپتال کښې وو، د هغې نه باوجود هغه دلته د اسمبلئ اجلاسونه هم Attend

کول په دې ځائے کښې نو خپله هغه ته پته وه چې زما ځوئے بیمار دے او د هغې نه پس ځوی ورته دا ټیلیفون وکړو چې بابا! زما تپوس له ته راځه مه ځکه چې ته راځې نو بیا به ډیر رش شی او ډیر خلق به راځی نو هغه په خپل زړه کانړے کیښودو، دې وجې نه لانهړو چې ځوی ورته ټیلفون وکړو چې زما تپوس له ته راځې نو رش به زیات شی، نو هغه اخری ارمان هم هغه پوره کړو، هغه ورله لا نه ړو او اسلام آباد ته لاړو او چې بیا خبریدو نو د ځوی په مرګ باندې راغلو. اوس هر سړے د خدائے د دې درد نه ساتی خو چې کوم سړے د دې درد نه خبر وی نو هغه ته پته وی چې د ځوان بچی درد څومره سیوا دے او برداشت ډیر ګران دے، خدائے د ورله صبر ورکړی او زه به صرف دومره اووایم چې سختئ به وی په بدن او په عمر کښې هغه په هر قیمت کښې سړی ته ملاویږی، د زیاد به مرګ په ژوند کښې د ځوانئ مرګ وو او د اکرم درانی صاحب په ژوند کښې به د خپل ځوان ځوی د مرګ غم وو، د هغه د مور په ژوند کښې به د ځوان ځوی د مرګ غم وو، د هغه د ښځې په نصیب کښې به د خپل خاوند د مرګ غم وو او داسې به هغه ماشومه چې هغه لا خبرې پوره نه کوی، د پلار دا مرګ به هغې لیدو، لهذا د قدرت مخې ته هر سړے بے بسه دے، زمونږه هم په دې عقیده ده او بس دومره به اووایم چې وائی:

مقدر میں جو سختی تھی وہ مر کر بھی نہیں نکلی قبر کھودی گئی میری تو پتھریلی زمیں نکلی

خدائے د په مونږ ټولو رحم وکړی او یو ځل بیا د اکرم درانی صاحب په کور د خدائے فضل وکړی، خدائے د ورته نور غمونه نه ښائی او خدائے د ورته خوشحالئ اوښائی. وآخِرُالدَعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ.

جناب سپیکر: آمین، آمین، آمین، شکریه جی. انور خان صاحب.

جناب بشیر احمد بلور {سینئر وزیر (بلدیات)}: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: تاسو به اخر کښې Wind up کړئ جی. انور خان صاحب، یو دوه خبرې وکړئ چې بس بیا دا نور دغه، خوند نه کوی دلته جی.

جناب محمد انور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر صاحب! ډیره شکریه چې تاسو ماله موقع راکړه. کوم غم چې زمونږ د زیاد اکرم درانی ورور په وجه زمونږ دې ټولو

ممبرانو ته ملاؤ شوے دے ، نه صرف دا دومره لوئے غم دے چې دا د درانی صاحب یواځې د کور غم نه دے بلکه مونږ چې سحر دلته راغلو یا کله د اسمبلئ اجلاس شروع کیدو او د ټولو ممبرانو په مخونو باندې کوم غم وو نو د هغې نه دا صفا ښکاریده چې دا ډیر غټ غم دے او د ټولو څومره چې ممبرز دلته د دې اسمبلئ دی، د هغوی غم دے خو زمونږه دا عقیده ده بلکه د دنیا څومره مذاهب چې دی، صرف او صرف په یو خبره متفق دی نعوذ باالله خلق د خدائے پاک په ذات باندې هم متفق نه دی، د ټولو مذهبونو جدا جدا عقیده ده لیکن واحد مرګ داسې یو شے دے چې په هغې باندې که څوک کمیونسټ دے او که څوک عیسائی دے او که هندو دے او که کوم مذهب والا دے ، د هغوی دا عقیده ده چې کل نفس ذائقة الموت۔ څنګه چې زمونږه په قرآن شریف کښې دی چې هر سړے به مری، زه چونکه زیاد خان یو Young هلک وو او د هغوی چې څومره لوئے غم، میاں صاحب په خپلو الفاظو کښې یا مفتی صاحب په خپلو ټکو کښې اووئیلو نو زه میاں صاحب خاصکر، زما میاں صاحب ته سوچ وو چې د هغه یو بچے هم په دغه عمر کښې وفات شوے وو نو خدائے شته چې ماته هغه درد چې کوم د دوئ د دې خلې نه وتو نو هغه د هغه د زړه هغه درد وو او هر هغه پلار ته د بچی غم معلوم وی، د چا چې ځوان بچے وفات شوے وی۔ زیاد خان نن زمونږ په دې هاؤس کښې نشته او نا خبره په دې پوهه نه یو چې الله پاک، زمونږه چې دا کومه ښائسته صوبه وه یا څومره پرامن صوبه وه دې ته د چا نظر لګیدلے دے چې دا واحده اسمبلی ده چې اووه کسان زمونږه ملګری یا دهشت ګردئ کښې وفات شو یا په خپل مرګ باندې مړه شو یا بهر کوم دغه دی، زمونږ ملګری نن زمونږ په مینځ کښې نشته او هغه ډیر نزدې ما به پیژندو چې په ورسک روډ باندې زه وسیږم، هلته به د غلام علی خان کور ته ډیر راتلو، مونږ به ورسره کیښناستو نو چې کله به هغه د یو چیف منسټر بچے وو پخپله په Young age کښې ایم این اے پاتې شوے وو، اوس Present MPA وو لیکن هغه کښې چې کوم دروند والے وو، چې کوم عاجزی او انکساری وه پکښې او څومره لوئے خوئی ئے کوؤ، څومره غټ عزتمند سړے وو نو صرف دا غم د درانی صاحب د کور غم نه دے بلکه نن دا د ټولې صوبه خیبر پختونخوا په کور کور کښې دا غم، د ټولو پښتنو

او د ټولو قومونو زمونږه ډیر لوئے غم دے او زه په دې اسمبلۍ کښې چې کوم د هغه د پاره ملګری څومره غمزده دی، هغه غم کښې ورسره زمونږ ټول څومره چې ممبرز دی، هغه پکښې ټول شریک دی او مونږ د درانی صاحب چې د هغوی څومره غټه حوصله ده، د هغوی حوصلې ته سلام پیش کوؤ چې هغه د یو بچی، د داسې بچے چې هغه نن په کوم مقام باندې ولاړ وو، د هغه وارث وو، د هغه د سیاست وارث وو، د هغه د جائیداد وارث وو، د هغه په زړه باندې به څه تیریږی؟ نو مونږه ټول ملګری د هغه په دې ناګهانی موت باندې انتهائی غمزده یو، ډیر زیات پرې خفه یو خو دعا به کوؤ چې الله هغه له صبر ورکړی او الله د هغه له جنت الفردوس ورکړی۔ ډیره مهربانی۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ جی۔ لیڈیز میں سے کون، آپ؟ جی نور سحر بی بی، بس دو دو لفظ بولیں، تعزیتی اجلاس ہے، اسکو برخاست بھی کرنا ہے۔

<u>محترمہ نور سحر:</u> بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! سمجھ نہیں آتی ہے کہ میں شروع کہاں سے کروں، ایک شعر سے شروع کرتی ہوں:

پھول اسے دو جو بہار جانتا ہو ‏ درد اسے دو جو قرار جانتا ہو
وقت اسے دو جو انتظار جانتا ہو ‏ دل اسے دو جو پیار جانتا ہو
غم اسے دو جو صبر جانتا ہو

جناب سپیکر، یہ باتیں کرنا بہت آسان ہے، یہاں پر کہنا لیکن جو میاں افتخار صاحب بات کر سکتا ہے جو میں کہہ سکتی ہوں، وہ بڑی مشکل ہے جن پر یہ گزری ہے، جن پر یہ لمحہ گزرا ہے، آپ کی بھی بھانجے کی Death ہوئی تھی جوانی میں، تو جن پر یہ لمحہ گزر جاتا ہے تو دل کی گہرایوں سے اس کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ لمحہ گزارنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ آپ درانی صاحب کی سیٹ کو دیکھ لیں، مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ وہ رو رہے ہیں، وہ خون کی آنسو رو رہے ہیں کیونکہ یہ لمحہ برداشت کرنا تو ابھی بہت آسان ہے لیکن مستقبل میں اسکو ایک ایک لمحہ سہنا بہت مشکل ہے۔ ہر وقت آپ کو یاد آئے گا، اسکے دوستوں کو دیکھے گا، اسمبلی کو دیکھے گا، گھر میں جائے گا تو اسکی بچی کو، کس کس لمحے کو وہ یاد رکھے گا، اسکے یونیورسٹی جانے کو، اسکے سکول جانے سے لیکر وہ ہر لمحے پر سوچے گا، تو جب انسان بعد میں تھوڑے دن کے بعد ہوش میں آتا ہے، ابھی وہ ہوش میں نہیں ہے، اگر وہ صبر بھی کرے تو اسکو ابھی ہوش نہیں ہے، جب وہ ہوش میں آئے گا تو کچھ دنوں کے بعد پھر اسکو پتہ چلے گا

کہ اس سے کیا چیز چلی گئی ہے؟ کیا ممکن میرے پاس رہ گیا ہے؟ اولاد جتنی بھی ہو، وہ ایک دن کی ہو لیکن جوان اولاد کا درد خدا مسلمان کو نہیں، کسی کافر کو بھی نہ دکھائے۔ یہ بہت مشکل لمحہ ہے، اس کو سہنا، وہ ماں باپ، وہ بہن، یہ ساری زندگی جتنی بھی انکی زندگی ہے، اس کو کبھی وہ نہیں بھول سکیں گے۔ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ بھول گئے، بھول نہیں سکتے لیکن زندگی کے ساتھ ہم چل رہے ہیں، تو اسے بھولنا نہیں کہہ سکتے۔ یہی وہ دن ہے کہ خدا کسی کو، وہ کہتے ہیں کہ موت آئے لیکن بے وقت نہ آئے، موت کا ایک دن مقرر ہے لیکن جوانی کی موت اور اس طرح جوان اولاد کی موت، میں کہتی ہوں کہ خدا کسی کافر کو بھی نہ دکھائے۔ یہ بہت مشکل لمحہ ہے اور اسکو سہنا بہت مشکل ہے لیکن ان پر ہے جن پر گزرتی ہے۔ بی بی صاحبہ کو خدا بخشے آج انکی سالگرہ کا دن ہے، وہ کہتی تھیں کہ جس گھر سے جنازے جاتے ہیں اور جس گھر سے جنازے اٹھے ہیں جا کر ان سے پوچھو؟ یہ اس لئے وہ کہتی تھیں کہ اسکے گھر میں جنازے آئے تھے اور اس کے گھر سے جنازے اٹھے تھے، اس کو اسکا پتہ تھا، وہ کہتی تھیں کہ جو لوگ چلے جاتے ہیں وہ شہید ہو جاتے ہیں، انکو اتنی آسانی سے مت کہو کہ خدا انکو بخش دے۔ یہ وہ بہت مشکل گھڑی ہے، اسکو گزارنا بہت مشکل ہے، آج مجھے اسمبلی کی ہر اینٹ روتی ہوئی نظر آ رہی ہے، آج مجھے اسمبلی کے گیٹ پر ہر بندہ روتا ہوا نظر آیا، اس لئے کہ میں خود اندر سے رو رہی ہوں، اس لئے کہ خود اندر سے ختم ہو چکی ہوں تو جس گھر میں جوانی کی Death ہوتی ہے، میں وہاں پہنچ جاتی ہوں اور اپنی وہ آنسو ان کے ساتھ شیئر کر لیتی ہوں کہ جو آنسو میرے دل کے اندر ہیں۔ جناب سپیکر، آپ کہتے ہیں کہ درانی صاحب کیلئے ایک شعر کہتی ہوں:

ے پہ تور لحد کښې به نعرې کړم زه دنيا نه آرمانی راغلې يمه

یہ جانتی ہوئی، قبر کے جانے تک یہ لمحہ کبھی نہیں بھولے گا اور اللہ کرے کہ وہ اس کو صبر آ جائے لیکن صبر آنا بہت مشکل ہے، بہت مشکل ہے، یہ کبھی بھی نہیں آتا، پھر جوان اولاد کا، پھر سب سے بڑی اولاد کا غم، یہ کبھی بھی انسان نہیں بھولے گا، اللہ انکو صبر دیدے۔ اللہ سے میری دعا ہے لیکن یہ کہنا بھی بہت آسان ہے کہ اللہ انکو صبر دیدے، یہ لمحہ سہنا بہت مشکل ہے لیکن ان پر گزر رہی ہے، یہ مجھے پتہ ہے، میاں افتخار صاحب کو پتہ ہے کہ کس طرح گزر رہی ہے اور کس طرح وہ باقی زندگی گزاریں گے۔ اللہ کرے کہ انکی باقی زندگی آرام سے گزرے لیکن ان کیلئے جو دکھ آ گیا ہے، یہ ساری زندگی مشکل میں رہیں گے، یہ ساری زندگی اپنے آنسو بہائیں گے اور کبھی بھی انکو سکون نہیں آئے گا۔ یہ میں آپ سے کہہ دیتی ہوں اور اس شعر پر اپنے الفاظ ختم کرتی ہوں: موت آئے لیکن بے وقت نہ آئے۔

جناب سپیکر: آپ دونوں سینیئر وزراء میں سے کوئی بولیں۔

جناب بشیر احمد بلور {سینیئر وزیر (بلدیات)}: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میاں صاحب نے فرمایا، مفتی صاحب نے فرمایا پھر نور سحر بی بی نے جو باتیں کیں، سچی بات یہ ہے کہ آج ہم جتنا بھی افسوس کا اظہار کریں، کم ہے اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میرا ایمان ہے کہ میں آپکو حلفیہ کہتا ہوں کہ جب میں کسی جوان کی میت پر جاتا ہوں تو میں یہ دعا کرتا ہوں کہ یااللہ اسکی جگہ مجھے موت دے دیتے کہ جوان بچے کسی کے فوت نہ ہوں مگر ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسکی موت اس وقت لکھی جاتی ہے اور یہ بھی ہمارا ایمان ہے کہ اس موت کو جہاں اس کو مرنا ہے، وہاں اسکو پہنچتا ہے، جس بیماری سے مرنا ہے اسکو وہاں وہ بیماری ہوتی ہے، جو گولی اسکو لگنی ہے اس گولی پر اسکا نام بھی لکھا ہوتا ہے اور آج جو ہوا تو جیسا کہ میاں صاحب نے بھی کہا اور جو اموات ہیں اور آپ نے دیکھا، درانی صاحب کی جو باتیں اور اسکا جو تدبر اور اسکا جو صبر تھا، وہ دیکھ کر آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ جناب سپیکر، کسی حد تک یہ واقعہ ہم پر بھی گزرا ہے۔ ہمارے حاجی صاحب کا بھی ایک ہی بیٹا اور جس کا بیٹا چالیس دن کا تھا، وہ بھی اس طرح جوانی میں شہید ہوا۔ میاں صاحب کا ایک ہی بیٹا جوانی میں شہید ہوا۔ ہمارے ساتھ وہ الفاظ نہیں ہیں کہ جن کے بچے جوانی میں شہید ہوتے ہیں، انکو جو تکلیف ہوتی ہے وہاں اور جیسا کہ میری بہن نے کہا کہ ان لوگوں کو ہی پتہ چلتا ہے کہ جن لوگوں کے گھر میں جوان بیٹے مرتے ہیں۔ جناب سپیکر، زیاد درانی صاحب جو ہیں، وہ بڑے اچھے اور میں اس کی تعریف کیا کروں، وہ جب بھی مجھے ملے ہیں کاکا جی کہہ کر مجھے اس نے ہمیشہ پکارا ہے اور پھر اسکے ساتھ آج جب ہم وہاں گئے تو درانی صاحب نے کہا کہ میں جب اپنے گھر کے اندر گیا تو سب لوگ رو رہے تھے، حق تو یہ تھا کہ ان کی ماں، بیٹی، بہنیں سارا خاندان اور جب میں نے انکو کہا کہ آپ جو روگے تو یہ نقصان اسکو پہنچے گا، آپ مہربانی کر کے آنسو نہ بہائیں، تو یہ اسکے الفاظ تھے کہ میرے گھر کے جتنے لوگ تھے، وہ سارے خاموش ہو گئے اور لوگوں نے رونا بند کر دیا۔ جناب سپیکر، یہ ایک بڑی بات ہے، بڑے حوصلے کی بات ہے کہ جس کی جوان میت گھر میں پڑی ہو اور وہ ایک آنسو اسکا نہ بہے اور پھر جا کر عورتوں کو بھی منع کرے کہ آپ بھی نہ روئیں تو میں انکے صبر پر بھی داد دیتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ زیاد آج ہم میں نہیں ہے مگر اسکی شرافت، اسکا تدبر، اسکی انسانیت ہمیشہ اس ہاؤس میں رہے گی اور میں یہ عرض کرونگا کہ جیسی ہماری روایت ہے کہ ہمارے جو بھی لوگ بات کر لیں تو اسکے بعد آپ ہاؤس Adjourn کریں گے اور جو باتیں ہماری سیاسی ہیں، جس طرح آپ نے فرمایا اس طریقے سے ہوگا اور میں

اپنے تمام بھائیوں کو کہتا ہوں، عرض کرتا ہوں کہ یہ ہمیں سبق سیکھنا چاہیئے کہ کل تک وہ یہاں بیٹھا تھا اور آج وہ یہاں نہیں ہے۔ جیسے اسکے بارے میں جو کہہ رہے تھے کہ درانی صاحب دو دن پہلے انکو تکلیف ہوئی، ہاسپیٹل گیا، Angiography ہوئی تو بالکل صحیح تھا، ٹھیک تھا اور ڈاکٹر نے کہا کہ آپ گھر جائیں تو کل اسے گھر جانا تھا یعنی اسکی بیماری جو بھی تھی کوئی ایسی نہیں تھی کہ اس کو اتنی سیریس بیماری تھی، ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کل گھر جائیں اور کل گھر جانے کی بجائے صبح اس کا جنازہ اسکے گھر گیا، تو یہ سب ہمارے لئے سبق بھی ہے اور خدا ہم سب کے گناہوں کو معاف کرے اور خدا ہم سب کو یہ ہمت دے کہ ہم ایسے کام نہ کریں کہ جو ہمیں کل تکلیف دہ ہوں اور میں ان کیلئے یہی دعا کر سکتا ہوں کہ اللہ اسکی مغفرت کرے اور تمام لوگوں کو ہمارے بھائیوں کو جو شہید ہوئے ہیں، جو فوت ہوئے ہیں اور آپ کو یہ بتاؤں کہ یہ واحد اسمبلی ہے جس میں اتنے لوگ شہید ہوئے ہیں اور جتنے لوگ جو ہیں یہاں وفات پا گئے ورنہ پہلے کسی اسمبلی میں بھی اتنے ہمارے نہ بھائی شہید ہوئے اور نہ اتنے کئی اپنی موت مرے ہیں۔ یہ ہماری پہلی اسمبلی ہے کہ جس میں تقریباً پانچ سے چھ لوگ جو ہیں، وہ ہم سے جدا ہوئے ہیں اور ہر ایک Important تھا، ان کیلئے جو ہمارا احترام ہے، وہ ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا جو ممبر یہاں شہید ہوتا ہے یا فوت ہوتا ہے تو وہ ہمارا بھائی ہے۔ ہمارا جس طرح مفتی صاحب نے تو کلاس فیلو کہا، اسی طرح ہمیں تکلیف ہوتی ہے، ہمارے اپنے بچوں کیلئے جو ہمارے بڑے ہیں، بزرگ ہیں، اگر وہ شہید ہوں تو اپنے بزرگوں کی طرح جو بھائی ہیں، بھائیوں کی طرح اور ہمارا زیاد ہمارے بچوں کی طرح ہیں، ہم بچوں کی طرح اس کیلئے غم زدہ بھی ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ انکی مغفرت کرے اور خدا جتنے بھی ہمارے بھائی ایم پی ایز صاحبان شہید ہوئے ہیں، سب کی اللہ مغفرت کرے۔ نور سحر بہن کے دونوں بچے، میاں افتخار کا ایک ہی بیٹا، ہمیں جتنی تکلیفات ملی ہیں اس چار سال کی اسمبلی میں کہ میرے خیال میں اس سے پہلے کسی اسمبلی میں بھی ہمارے ایسے حالات کبھی بھی نہیں تھے۔ خدا کرے کہ اللہ ہمیں معاف کر دے اور خدا ہمارے گناہ بھی معاف کرے اور خدا ہمیں ایسے حالات سے بچائے کہ ہمارے جوان اس میں شہید ہوں، And thank you very much۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ جی۔ رحیم داد خان صاحب۔

<u>جناب رحیم داد خان {سینیئر وزیر (منصوبہ بندی، ترقی و توانائی)}:</u> ډیره مهربانی جی۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، نن مونږ ته ډیر افسوس دے، زمونږ یو ملګرے نن زمونږه نه جدا شواو داسې ملګرے چې د هغه شرافت، کردار باندې که خبرې

وکړو نو هغه ډیر کمې دی او زیاتې خبرې زما نه مخکښې سپیکر صاحب! وکړې شوې او داسې درد نه صرف مونږ ته ملاؤ شوے دے د هغې زیات درد د هغه خاندان او د هغه حلقې ته او نن مونږ تلی وو، تاسو هم وئ یو ځائے تلو، سینیئر منسټر صاحب، میاں صاحب، چیف منسټر صاحب او په هغه وخت مونږ چې درانی صاحب وکتو نو د هغه داسې حوصله وه چې مونږ له ئے حوصله راکړه او ورته مو اووئیل چې درانی صاحب! دا حوصله ستا خدائے د د دې نه نوره هم سیوا کړی او بیا داسې ځوئے چې د هغه سیاسی جانشین وو او د درانی صاحب عمر داسې وو، د هغه سوچ به دا وو چې زیات نه زیات پینځه کاله یا شو کاله مخکښې به سیاست کوم نو دا سیاست په یو خاندان، په یو دغه راشی نو دا جاری وی نو دا یو د هغه سیاسی جانشین وو او بیا د هغه مرحوم ورونړه چې مو وکتل، د هغوی حوصلې مو وکتلې نو د هغوی رشته داران، زمونږ خپل طرفونو کښې مونږ باندې دا غمونه راغلی دی خو داسې حوصلې ما چرته د چا نه دی لیدلی چې څنګه د هغوی وی او مونږ صرف دعا کولې شو چې د هغوی خاندان ته د خدائے صبر ورکړی او هغه معصوم زه به ورته اووایم چې ډیر شریف سړے، ډیر ښه هلک، خاموش طبعیت او چې کله به ئے پلار په اسمبلئ کښې وو نو هغه به راتلو هم نه د پلار مخې ته، نو داسې د هر یو مشر هغه قدر کوؤ، نو داسې اولاد د خدائے هر چا له ورکړی او خدائے د د دې غم نه هر څوک وساتی۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریه جی۔ زما خیال دے، دومره خراج عقیدت چې تاسو کوم پیش کړو کافی وو، د مونږ وخت دے او هلته که څوک ورته دعا ته، مفتی صاحب د چرته لږه سپاره اووائی، څه ورله هغه شکل کښې نور دغه وکړو، نور سبا پورې اجلاس ملتوی کوؤ۔ پینځه بجې مازیګر به ملاویږو، الله مو خوشحاله لره، الله د دا غم د هغوی په کور هم کم کړی او په تاسو د هم خدائے کم کړی۔ شکریه جی۔

(اجلاس بروز جمعہ مورخہ 22 جون 2012ء بعداز دوپہر پانچ بجے تک کیلئے ملتوی ہوگیا)